IRTIDADI FITNEY

ASBAB AUR TADARUK

URDU

سلسلۂ ارشاداتِ مبارک (۱)

ارتدادی فتنے

اسباب اور تدارک

ارتداد سے بچنے کیلئے کچھ رہنما اصول

(ردِّ ارتداد پر کام کرنے والے علماء کرام کے لیے خاص تحفہ)

افادات:

حضرت مولانا محمد مبارک صاحب رشادی دامت برکاتہم

(خلیفہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب پانڈور دامت برکاتہم)

(واستاذ مدرسہ رفیق العلوم، آمبور، تمل ناڈو)

مرتب:

یکے از خدام مجلس تحفظ ختم نبوت، میل وشارم، تمل ناڈو

ناشر: مکتبہ ابنِ مسعود نسوان گلی، میل وشارم

نام کتاب	:	ارتدادی فتنے، اسباب اور تدارک
بیان	:	حضرت مولانا محمد مبارک صاحب دامت برکاتہم استاد مدرسہ رفیق العلوم، آمبور، تمل ناڈو سابق استاد مدرسہ منبع الحسنات و مفتاح العلوم میل وشارم
بموقعہ	:	خصوصی مجلس برائے علماءِ کرام وائمۂ عظام
بمقام	:	خانقاہ دارِایمان، کنواڈی روڈ، میل وشارم، تمل ناڈو
بتاریخ	:	29/05/2023
بروز	:	پیر
بوقت	:	بعد عصر
بعنوان	:	ارتدادی فتنے اور ہماری ذمہ داری (ردِّ ارتداد)
ترتیب	:	یکے از خدام مجلس تحفظِ ختمِ نبوت، میل وشارم، تمل ناڈو
سن اشاعت	:	۱۴۴۶ھ م 2024ء
کمپیوزنگ	:	محمد امداداللہ عفی عنہ (امام مسجد عائشہ، میل وشارم)
رابطہ	:	74183 38663

IRTIDADI FITNEY

ASBAB AUR TADARUK

(URDU)

سلسلۂ ارشاداتِ مبارک (۱)

ارتدادی فتنے

اسباب اور تدارک

ارتداد سے بچنے کیلئے کچھ رہنما اصول

(ردِّ ارتداد پر کام کرنے والے علماء کرام کے لیے خاص تحفہ)

افادات:

حضرت مولانا محمد مبارک صاحب رشادی دامت برکاتہم

(خلیفہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب پانڈور دامت برکاتہم)

(واستاذ مدرسہ رفیق العلوم، آمبور، تمل ناڈو)

مرتب:

یکے از خدام مجلس تحفظ ختم نبوت، میل وشارم، تمل ناڈو

ناشر: مکتبہ ابنِ مسعود نسوان گلی، میل وشارم

فہرست

عکسِ تحریر:

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم، دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا محمد مبارک صاحب کے ارتداد پر مشتمل یہ مرتب رسالہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ اس رسالہ میں فتنہ ارتداد کی بنیادوں اور طریقۂ کار سے بحث کرنے کے ساتھ ان فتنوں سے نمٹنے کے لیے کرنے کا کام اور علماء کرام کی ذمہ داریوں کی طرف بھی دلسوزانہ توجہ دلائی گئی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس رسالہ کو عام کیا جائے اور تحفظ ختم نبوت سے متعلق کام کے میدان میں کام کرنے والے تمام حضرات تک اس کو پہنچایا جائے۔
اللہ تعالیٰ یہ خدمت قبول فرمائے۔ اور امت کے لیے مفید اور مؤثر بنائے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ

دارالعلوم دیوبند

تحریر ... مہتمم

۲۲ رجب ۱۴۴۲ھ

تقریظ:

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم، دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا محمد مبارک صاحب کے ارشادات پر مشتمل یہ مرتب رسالہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی، اس رسالہ میں فتنۂ ارتداد کی بنیاد اور طریقۂ کار سے بحث کرنے کے ساتھ ان فتنوں کے قلع قمع کرنے کی تدابیر اور علماء کرام کی ذمہ داریوں کی طرف بڑی دل سوزی کے ساتھ متوجہ کیا گیا ہے، ضرورت ہے کہ اس رسالہ کو عام کیا جائے، اور تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ایمان کے میدان میں کام کرنے والے تمام حضرات تک اس کو پہنچایا جائے، اللہ تعالیٰ یہ خدمات قبول فرمائیں۔ اور امت کے لئے مفید اور موثر بنائے۔

(حضرت مولانا مفتی) ابوالقاسم نعمانی غفرلہ (دامت برکاتہم)
مہتمم دارالعلوم دیوبند
نزیل حال میل وشارم مدراس
۲۲ / رجب المرجب ۱۴۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمات دعائیہ

از بندہ ریاض احمد عفا اللہ عنہ، خادم مدرسہ رفیق العلوم، آمبور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

صدیق محترم حضرت مولانا محمد مبارک صاحب مدظلہم کے افادات (ارتداد سے بچنے کیلئے کچھ رہنما اصول) کا مسودہ عزیزوں نے بندہ کے حوالہ کیا اور حکم دیا کہ اس پر کچھ دعائیہ کلمات لکھوں .. میری یہ حیثیت کہ اتنے عظیم خادمِ دین، تحفظِ ختمِ نبوت کے درد سے معمور، بے مثال قربانیوں کے پیکر مجسم کے موتیوں بھرے کلام پر دعائیہ کلمات لکھوں .. یہ منہ اور یہ حوصلہ البتہ مسودہ کا مضمون پڑھ کر بندہ جس درجہ متاثر ہوا وہ ضرور قابل ذکر ہے . سچ یہ ہے کہ صدیق محترم نے دورِ حاضر کے فتنوں کا تفصیلی اور جامع تذکرہ مختصر سے وقت میں جس خوبی سے کیا ہے اور جتنی آسانی سے ان فتنوں کا محاسبہ کیا ہے وہ یقیناً انہیں کا حصہ ہے **اللھم زد فزد**

بعض ضروری سوالات اور مذہبی تعلیمات کی روشنی میں ان کے جوابات جو اس دور کے فتنوں کا مقابلہ کرنے کیلئے ہر مومن کو معلوم ہونے ضروری ہیں حق یہ کہ اہل علم بھی عام طور پر ان سے ناواقف ہیں اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ان مباحث کا پڑھنا پڑھانا عام طور پر سرسری ہی ہوتا ہے ان کا تحقیقی مذاکرہ تقریباً نہ کہ برابر ہے۔

میری مراد فتن کی روایات اور ان سے متعلق ضروری مباحث ہیں جن کا مذاکرہ

بہت ہی کم ہوتا ہے چنانچہ ظہورِ مہدی، خروجِ دجال، نزولِ عیسی، خروجِ یاجوج ماجوج، ظہورِ دابۃ الارض اور طلوعِ شمس من المغرب وغیرہ سے ہے کہ ان سب پر اجمالی ایمان کافی ہے مگر ان عقائد کی آڑ لے کر جب جھوٹے نبی ملت کے عقائد بگاڑنے لگیں اور معصوم لوگوں کے ایمان کا سودا کرنے لگیں تو پھر علمائے امت کی ذمہ داری ہے کہ ان مباحث کا تحقیقی علم مستند کتابوں سے اور اکابرِ دین سے حاصل کریں اور جہلاء کا منہ توڑ جواب دیں اور ملت کے معصوم عوام کے ایمان کی سلامتی کا سامان کریں۔

اللہ بہت ہی جزائے خیر دے صدیق محترم کو کہ انہوں نے یہی درد اپنے نونہالوں میں منتقل کرنے کی فکر کی ہے۔ میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ آں موصوف کے افادات کو اللہ جل شانہ اپنے دربار میں شرف قبولیت سے نوازیں اور انہیں قبول عام عطا فرمائیں. آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین.

کلمات تبریک

از: حضرت مولانا مفتی شکیل احمد صاحب رشادی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

(نائب ناظر جامعہ الباقیات الصالحات ویلور، تامل ناڈو،

خلیفہ حضرت اقدس مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم)

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 26 ذی الحجہ 1417ھ مطابق 4 مئی 1997ء) کے انتقال پر دارالعلوم ندوۃ العلماء میں جلسہ تعزیت ودعا منعقد ہوا جس میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "میرا مولانا سے وسیع تعلق، یکجا زندگی، یکجا رہنا، جس کی مدت تقریبا نصف صدی ہے، میں جو کچھ کہوں گا ان کے حق کی ادائیگی نہیں ہوگی بلکہ اپنے فرض کی ادائیگی ہوگی اور یہ واقعہ ہے کہ فرض کی ادائیگی بڑی مشکل ہوتی ہے،

آگے مفکر اسلام نے مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے بطور خاص دو چیزوں کو بیان فرمایا (۱) ایک تو مولانا کو علم میں بڑا رسوخ اور کمال حاصل تھا بعض حضرات کو ابتدائی دور میں رسوخ فی العلم حاصل ہوتا ہے، لیکن جوں جوں ان کی مشغولیتیں بڑھتی جاتی ہیں زندگی کے تقاضے اور مطالبات بڑھتے ہیں دینی وملی جدوجہد میں حصہ لینا پڑتا ہے ان سے متاثر ہوکر بلکہ ان سے دب کر وہ ایسے ہوجاتے ہیں کہ صحیح عبارت کا پڑھنا بھی ان کے لیے مشکل ہوجاتا ہے لیکن مولانا کا رسوخ فی العلم آخر تک باقی رہا جو بہت کم یاب بلکہ نادر بات ہے،

(۲) مولانا کی دوسری بڑی خصوصیت ان کی حمیتِ دینی ہے ایک ہے حمایت دوسری چیز حمیت،

حمایت میں وہ اندرونی جذبہ اور دلسوزی نہیں ہوتی،وہ دل کی تپش اور ذہن کی خلش اور وہ اضطراب و بے چینی نہیں ہوتی جو حمیت میں ہوتی ہے حالانکہ حروف دونوں کے متقارب ہیں،

اللہ تعالی نے مولانا کو حمیت دینی کا جو جوہر عطا فرمایا تھا وہ کم لوگوں کو ملتا ہے،ہو سکتا ہے دینداری عبادت گزاری تہجد اور شب بیداری اور ذکر و شغل میں دوسرے لوگ بڑھے ہوئے ہوں لیکن دینی غیرت وحمیت کی دولت ونعمت سے مولانا مالامال تھے،

حمیت یہ ہے کہ دل میں آگ سی لگ جائے،سوزش پیدا ہو جائے یہ کیا ہو رہا ہے،کیا خطرات درپیش ہیں،مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا،خاص طور پر تعلیم یافتہ طبقے کا کیا انجام ہوگا،

اس عاجز کا جو حضرت مولانا محمد مبارک صاحب رشادی دامت برکاتہم سے تقریبا 40 سال کا تعلق ہے اس میں بندے نے جہاں بہت ساری وہ خوبیاں جو اللہ تعالی نے مولانا میں ودیعت فرمائی ہیں دیکھی ہیں،ان میں بطور خاص مذکورہ دو چیزوں کو پایا ہے،

امسال (1445ھ) اللہ تعالی نے اس عاجز کو حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت سے نوازا،اس موقع پر بندے کو جو حضرت مولانا محمد

مبارک صاحب کا voice message صوتی پیغام آیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے،

فرمایا: جب آپ روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچیں اور مواجہہ شریف کے پاس کھڑے ہوں تو (جس طرح عام طور پر لوگ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ جیسے الفاظ سے سلام پیش کرتے ہیں) میری درخواست ہے کہ آپ اپنے رفقاء کے ساتھ ان الفاظ کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھیں "اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انک خاتم الانبیاء و المرسلین" پھر دعا کریں اور تجدید ایمان کریں،

چونکہ ہمارا عقیدہ "حیات النبی" کا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بات کو ضرور سماعت فرمائیں گے اور امید ہے کہ ان الفاظ کے کہنے سے حضور بہت خوش ہوں گے،

جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد اپنے یہاں جا کر حضور کی تعلیمات کو عام کرتے تھے اسی طرح ہم وہاں کھڑے ہو کر یہ کہیں کہ یا رسول اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں ہم اس عقیدۂ ختمِ نبوت پر زندگی بھر کام کریں گے، دنیا کے کونے کونے تک اس دعوت کو پہنچائیں گے،

اس طرح وعدہ کر کے ہم وہاں سے آ کر کام کریں گے تو اس میں بہت برکت ہوگی۔

الحمدللہ بندے نے اس پر خود بھی عمل کیا اور اپنے متعلقین کو بھی بتایا، اللہ تعالی گواہ ہے کہ

مولانا کی طرف سے تلقین فرمائی ہوئی نیت سے زیارت کرتے ہوئے دل کی کیفیت عجیب تھی۔

آمدم بر سر مطلب زیر نظر کتاب "سلسلہ ارشادات مبارک (ارتدادی فتنے، اسباب اور تدارک)" دراصل حضرت والا دامت برکاتہم کے دل کا درد ہے جو آپ نے خانقاہ دار ایمان میل وشارم میں علماء کے جوڑ میں پیش کیا تھا اور علماء کرام کو اس راہ میں چلنے اور کام کرنے کی رہبری فرمائی تھی،

اب ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ثابت قدمی کے ساتھ اس کام میں لگے رہیں، کیونکہ آئے دن فتنے سر چڑھ کر بول رہے ہیں اور ہر ایک "ہم کسی سے کم نہیں" کہہ رہا ہے،

جو منزل پہ نہ پہنچے اسے رستہ نہیں کہتے
دو چار قدم چلنے کو چلنا نہیں کہتے

اللہ تعالی حضرت والا دامت برکاتہم کے ارشادات مبارک کو بافیض بنائے اور دیر و دور تک پہنچائے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے آمین۔

(مفتی) شکیل احمد (صاحب)

۷/۳/۱۴۴۶ھ 10\09\2024

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم الانبياء والمرسلين محمد وعلى اله واصحابه اجمعين،

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم يا ايها الذين امنوا قوا انفسكم واهليكم نارا، صدق الله العظيم وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته او كما قال عليه الصلوة والسلام

حضرت شیخ الحدیث کا قول اور آج کا دور/لمحہ فکریہ

محترم علماءاکرام! میں اکثر ایک واقعہ سناتا ہوں کہ

ایک صاحب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی خدمت میں آکر بیعت ہوئے، اور حضرت کی خانقاہ میں رہ کر تربیت پائی، چھ سات مہینوں کے بعد حضرت نے ان کے اندر صلاحیت دیکھی تو ان کو خلافت سے نوازا اور کہا جو امانت میں نے آپ کے سپرد کی ہے اسے لوگوں میں تقسیم کرو، لوگوں کو اللہ کا نام سکھاؤ، اور اپنے علاقہ میں محنت کرو، وہ صاحب گئے اور ایک سال کے بعد سہارنپور آئے اور حضرت شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ملاقات کے بعد گفتگو کے دوران شیخ الحدیث نے ان صاحب سے سوال کیا کہ جو امانت آپ یہاں سے لے گئے تھے کیا آپ نے اسے لوگوں میں تقسیم کیا؟ کیا آپ

نے لوگوں کی رہنمائی کی اور کیا آپ سے کوئی بیعت ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ حضرت! بیعت کیلئے میرے پاس کوئی نہیں آیا، اسلئے میں خاموش ہوں، ان کی یہ بات بھی اپنی جگہ صحیح تھی، مگر یہ سننا تھا کہ حضرت کے آنکھوں میں آنسو آگئے، اور فرمایا'' پیارے! یہ انتظار کا زمانہ نہیں ہے، اس انتظار میں مت بیٹھو کہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں ان کو اللہ کا نام سکھلاؤں گا، بلکہ یہ " ٹھوڑی پکڑ کر دین پہنچانے کا دور ہے" یہ بات حضرت نے آج سے پچاس پچپن سال پہلے ارشاد فرمائی تھی،

تو اُس پر میں (حضرت مولانا مبارک صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں) کہتا ہوں ہم ایسے دور میں ہیں کہ اگر شیخ الحدیث صاحبؒ اِس وقت بقیدِ حیات ہوتے تو یہ نہیں فرماتے کہ " ٹھوڑی پکڑ کر دین پہونچانے کا دور ہے" بلکہ یوں فرماتے کہ "پَیر پکڑ کر دین پہونچانے کا دور ہے"۔

ارتداد کی عجیب لہر/ ایمان کیساتھ گھر واپس ہونے کی تمنا:

آج ارتداد کی عجیب لہر اٹھی ہے، ایک زمانہ ایسا تھا کہ کوئی بچہ گاڑی لے کر گھر سے باہر کسی کام سے نکلتا تو اس کے والدین یہ دعا کرتے کہ سلامتی کے ساتھ گھر لوٹے لیکن اب ایسا دور آیا ہے کہ کوئی بھی شخص کسی بھی کام کے لیے گھر سے نکلتا ہے چاہے آفس کے لیے یا کالج کے لیے یا کسی اور کام کے لیے تو اس شخص کا سلامتی ایمان کے ساتھ گھر واپس لوٹنا

دشوار ہو گیا ہے کیونکہ آج کل فتنوں کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ ڈر لگتا ہے کہ کہیں کسی فتنے میں تو مبتلا نہیں ہو گیا۔ شکیلی بن کر تو نہیں آیا؟ قادیانی بن کر تو نہیں آیا؟ یا گوہر شاہی کے فتنے میں مبتلا ہو کر تو نہیں آیا؟ اس لیے اس زمانے میں گھر سے نکلتے وقت سلامتی ایمان کے ساتھ لوٹنے کی دعا کرنی چاہئے،

یہ نہیں کہ کل کیا ہوگا! حدیث میں جو ذکر ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی صبح میں مومن رہے گا تو شام میں کافر ہو جائے گا الخ آج ایسا زمانہ آئے گا نہیں بلکہ ویسا زمانہ آ گیا ہے۔ ایسا دور آچکا ہے اور ویسے ہی زمانہ سے ہمارا گذر ہو رہا ہے۔

حفاظتِ دین اور علماء کی ذمہ داری:

حضرت علی میاں ندویؒ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ خدمتِ دین کی دو صورتیں ہیں، ایک ہے اشاعتِ دین اور دوسرا ہے حفاظتِ دین، اللہ تعالیٰ نے اشاعت دین کا کام علماء سے بھی لیا ہے اور سلاطین و امراء سے بھی، لیکن جب سے اسلام کا دور شروع ہوا ہے، اُس وقت سے لے کر آج تک حفاظتِ دین کا کام اللہ تعالیٰ نے صرف علماء سے لیا ہے۔ امراء وغیرہ سے نہیں لیا ہے۔ لہذا علماء کی بڑی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کے ایمان کی حفاظت کی مکمل کوشش کریں، اور ارتداد سے بچائیں،

سوال یہ ہے کہ علماء حفاظتِ دین کا کام کیسے کریں گے؟ جبکہ دین کو بگاڑنے

والے فتنے کیا ہیں؟ باطل کی طاقت کیا ہے؟ اور ان کے نظریات کیا ہیں؟ اس کا ٹھوس علم ہمارے پاس نہیں ہے، اسلئے اس کا کما حقہ علم علماء اور ہم سب کو ہونا ضروری ہے،

فتنے کی بوسونگھنے کا مزاج ہو:

اسی وجہ سے دارالعلوم دیو بند کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم نے ایک جگہ فرمایا کہ "علماءِ کرام کو فتنے کی بُوسونگھنے کا مزاج اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے" کیونکہ اگر بُوسونگھنے کا مزاج پیدا ہو جائے گا تو فتنے آنے سے پہلے ہی اس کا تدارک کرنا اور ان کا سدِّ باب کرنا ان کے لیے آسان ہو جائے گا، اگر فتنہ آجائے اس کے بعد اسے دور کرنا چاہیں تو دفاع بہت مشکل ہو جاتا ہے۔آج وہ حالات ہم دیکھ رہے ہیں۔

تمام باطل فرقوں کا مقصد عظمت نبی علیہ السلام کو کم کرنا ہے:

حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصور پوری نے فرمایا کہ آج کے دور میں جو فتنے ہیں ان سب کے نام اور نعرے الگ الگ ہیں اور ان سب کا طریقۂ کار بھی الگ الگ ہے لیکن ان سب کا مقصد ایک ہی ہے، جیسے قادیانیت کا فتنہ ہے، شکیلیت کا فتنہ ہے، ریاض ویونس گوھر شاہی کا فتنہ ہے، انجینیر علی مرزا کا فتنہ ہے، فیاضیت کا فتنہ ہے، اور جاوید غامدی کا فتنہ ہے، وغیرہ وغیرہ ان سب کے نظریات الگ ہیں لیکن سب کا مقصد ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو امت کے دلوں

سے نکل جائے، اور اِن فتنوں کے بانیوں کی عظمت ومحبت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے، بس ان کا یہی مقصد ہے، ان تمام باطل فرقوں کے پیچھے یہودی طاقت کارفرما ہے، یہودیوں کے خزانے ان کے لئے کُھلے ہوئے ہیں، کہ کسی بھی طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین لوگوں کے دلوں سے نکل جائے، ایمان نکل جائے، اور ہماری بات ان کے دلوں میں بیٹھ جائے، تو ہر ایک کا مقصد یہی ہے، شکاری الگ الگ ہے مگر جال سب کا ایک ہی ہے اور وہ ہے ارتداد کا جال، کہ کسی طرح لوگوں کو دھوکہ دیکر ارتداد میں پھنسانا اور ان کو کسی طرح مرتد بنانا ہے۔

کوئی بھی فتنہ اچانک وجود میں نہیں آتا:

میں یہ بات عام طور پر بتاتا ہوں کہ کوئی بھی فتنہ اچانک وجود میں نہیں آتا ہے کہ فتنہ کا بانی رات میں سویا اور صبح کو اٹھ کر اچانک کسی قسم کا دعوی کر دیا ہو مثلاً غلام احمد قادیانی ہے کہ رات کو سویا اور صبح کو اٹھ کر اس نے نبوت کا دعوی کر دیا ہو، اور جیسے شکیل بن حنیف ہے کہ رات کو سویا اور صبح اٹھ کر اچانک اس نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کر دیا ہو۔ ایسا نہیں ہے! بلکہ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے ساتھ بتدریج وجود میں آتا ہے،

دینِ محمدی کا متوازی دین اور غلام احمد قادیانی کا انتخاب:

سن 1880ء میں یہودیوں نے "لندن" میں ایک مشورہ کیا کہ ہم لوگوں نے

دینِ مصطفیٰ کو مٹانے کے لئے بہت کوششیں کیں لیکن کامیاب نہیں ہو سکے، اِسپین وغیرہ میں کام کرنے کے لئے جو طریقہ کار ہم نے اپنایا تھا اب وہ طریقہ اور تجربہ اِس وقت مفید نہیں ہوگا، لہذا اب طریقہ کار بدلنا ہوگا، وہ یہ ہے کہ دینِ مصطفوی کے مقابلہ میں نیا متوازی دین پیدا کر کے لوگوں کو بہکایا جائے، چنانچہ اس مقصد میں کامیابی کیلئے سب سے پہلے ہم کو لوگوں کے دلوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو نکالنا ہوگا کیونکہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت ومحبت دلوں میں رہے گی تب تک ان لوگوں کے ایمان کا سودا کرنا آسان نہیں ہے۔

اب ظاہر بات ہے کہ جب محمد صل اللہ علیہ وسلم کی عظمت لوگوں کے دلوں سے نکال دیں گے تو کسی اور کی محبت کو بٹھانا ہوگا چنانچہ اس کے لئے ان کی نظر انتخاب ''مرزا غلام احمد قادیانی" پر پڑی کیونکہ اس کا باپ ''غلام مرتضی" برٹش کے زمانہ میں علماء کرام اور اولیاء اللہ کی مخبری کرتا تھا، جب برٹش کے خلاف علماء اور اللہ والوں کے خفیہ مشورے ہوتے تھے تو یہ ان میں جا کر بیٹھتا تھا اور بھولے بھالے علماء اسے مسلمان سمجھ کر مشورہ میں شریک کر لیتے تھے، اور یہ سب باتیں سن کر برٹش حکومت کو اطلاع کر دیتا تھا، پھر اچانک برٹش فوج آتی اور ان علماء کو کوئی تحقیق کئے بغیر پھانسی کے تختے پر چڑھا دیتی تھی، تو اسطرح اس نے مخبری کر کر کے انگریز کے دل میں جگہ حاصل کی تھی، اور ان کے

نزدیک مقبول ہو گیا تھا،

علماء اور اللہ والوں کی گستاخی کا انجام:

تو علماء اور اللہ والوں کی شان میں گستاخی کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے غلام مرتضی کے خاندان سے ایمان کو سلب کر لیا، اسی وجہ سے ان کی نظر انتخاب اس کے بیٹے غلام احمد قادیانی پر پڑی اس کو باقاعدہ تربیت دی گئی (بہت لمبا قصہ ہے) بیس سال ان لوگوں نے یہ محنت کی۔

تو بتانا یہ ہے کہ کوئی بھی باطل اچانک ظاہر نہیں ہوتا، ایسا ہی قادیانی فتنہ بھی ہے، انھوں نے ایک سوچی سمجھی اسکیم اور مختلف مکر وفریب کیساتھ یہ کام کیا، اِس فتنہ کی ابتداء سن 1880ء میں ہوئی، سب سے پہلے وہ ایک مناظر کی حیثیت سے ظاہر ہوا، کچھ عرصہ کے بعد مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، پھر اس نے دیکھا کہ اس کو ماننے والا ایک بڑا طبقہ ہے تو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ، پھر ہوتے ہوتے سن 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اس کے بعد اس خبیث نے عینِ محمد ہونے کا دعوی کر دیا،

فتنہ قادیانیت کی سنگینی اور حضرت کشمیریؒ کا امت پر احسان:

اسی وجہ سے حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ اسلام کو مٹانے کے لیے جتنے فرقے اور جتنے باطل وجود میں آئے ان میں سب سے زیادہ غلیظ، گھٹیا اور خطرناک فتنہ

قادیانی کا ہے، کیونکہ اس سے پہلے جس نے بھی نبوت کا دعوی کیا کسی بھی وجہ سے ہو اس نے صرف نبوت کا دعوی کیا، لیکن غلام احمد قادیانی نے نبوت کے ساتھ عینِ محمد ہونے کا دعویٰ کیا (نعوذ باللہ)

آج تھوڑی بہت ہندوستان کے علماء کے اندر ختم نبوت کی جو اہمیت موجود ہے وہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی دین ہے، کیونکہ اگر حضرت کی خدمات کی تفصیلات سامنے نہیں آتیں تو آج ہم بھی صرف ایمانی اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے، لیکن اس عقیدے کی عظمت واہمیت ہمارے دلوں میں شاید اتنی نہیں ہوتی جتنی ہونی چاہئے۔

غلام عائشہ کا نکاح اور مقدمہ بھاولپور کی ابتدا:

سن 1926ء کا واقعہ ہے کہ مولوی الٰہی بخش نامی آدمی نے اپنی لڑکی "غلام عائشہ" کا نکاح صغرسنی (بچپن) میں بلوغت سے پہلے مولوی عبدالرزاق نامی آدمی سے کیا، (ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی) اُس وقت وہ پکا صحیح مسلمان تھا، لیکن نکاح کے چند دنوں کے بعد اُس نے مذہب قادیانیت اختیار کر لیا، اور جماعتِ احمدیہ میں داخل ہونے کا اعلان کر دیا، پھر جب دو سال کے بعد لڑکی بالغ ہوئی تو اُس نے اپنے سسر سے لڑکی کو شوہر کے گھر لانے کی درخواست کی تو لڑکی اور اس کے باپ (اللہ ان کو جزائے خیر دے، ان

کے قبروں کو نور سے بھر دے) دونوں نے صاف کہدیا کہ تو کافر ہوگیا ہے، جماعت احمدیہ میں داخل ہوگیا ہے لہذا تجھ سے رشتہ نہیں ہوسکتا، اگر تو تائب ہوکر از سرنو کلمہ پڑھ لے تو یہ رشتہ منظور ہے، مگر وہ (قادیانی) اپنی طاقت، ظلم وزیادتی اور مادی وسائل کے ذریعہ با قاعدہ مسلسل اصرار کرتا رہا۔

24 جولائی سن 1926ء میں غلام عائشہ لڑکی نے قادیانی کی ظلم وزیادتیوں سے پریشان ہو کر اپنے شوہر کے خلاف کیس داخل کیا کہ میرا شوہر دائرہ اسلام سے خارج ہے، قادیانی مذہب اختیار کیا ہے، لہذا اس سے میرا نکاح فسخ کیا جائے، رفتہ رفتہ یہ کیس مختلف مراحل طے کرتے ہوئے سن 1932ء میں عدالتِ علیا (عدالتِ عظمی) میں داخل ہوا، اُس وقت جج اکبر خان تھے تو انھوں نے اس کیس کو کالعدم قرار دے کر از سرِ نو شروع کرنے کیلئے کہہ دیا، جبکہ اُس وقت آخری فیصلہ ہونے والا تھا۔

حضرت کشمیری رحمہ اللہ کا علالت کے باوجود عشقِ نبوی میں بہاولپور سفر:

اُس وقت بہاولپور کے علماء کو فکر ہوئی کہ صحیح معنوں میں مقدمہ کی پیروی کرنے والا کوئی عالم نہیں ہے تو بہاولپور کے شیخ الجامعہ نے مولانا انور شاہ کشمیری کو خط بھیجا اور کہا کہ حضرت! اس طرح کے حالات ہیں، لہذا آپ تشریف لائیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کیجئے اور اس کام (مقدمہ) کو انجام تک پہونچائے۔

مجھے اصل میں یہ بات بتانا ہے کہ اُس وقت یہ حالت تھی کہ حضرت کشمیری کچھ حالات کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند سے علٰحید گی اختیار کر کے ڈابھیل جانے والے تھے، اس وقت حضرت کی طبیعت ناساز ہوگئی تھی اور خونی بواسیر میں مبتلا ہو گئے تھے، (آپ قارئین کو معلوم ہے کہ خونی بواسیر کتنا سخت مرض ہوتا ہے) تو ایسے وقت میں حضرت کو یہ خط پہنچا، اس کے باوجود حضرت بہاولپور کے سفر کے لیے تیار ہو گئے، دیوبند سے بہاولپور کی مسافت 725 کلومیٹر ہے، اُس پیرانہ سالی میں ضعف اور خطرناک بیماری کے ساتھ اتنے لمبے سفر کے لیے حضرت تیار ہو گئے، جبکہ اُس زمانہ میں آج کل کی طرح سفر کی سہولیات بھی میسر نہیں تھیں۔

گھر کے افراد نے حضرت کو ایسے مرض میں بہاولپور جانے کی وجہ پوچھی اور جانے سے روکا تو حضرت کا ایک ہی جواب تھا کہ اگر میں رُک گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن مجھ سے یہ پوچھ لئے کہ انور شاہ! میری ختم نبوت سے کھیلا جا رہا تھا اُس پر کیچڑ اچھالا جا رہا تھا، لیکن تو اپنی بیماری کو میری ختم نبوت کے مقابلے میں بڑی چیز سمجھ کر آرام سے رہنے لگا؟ تو اُس وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا چہرہ دکھاؤں گا اور کیا جواب دوں گا، اس لئے اسی حالت میں جا رہا ہوں۔

قادیانیوں کی طرف سے مقدمہ کو ٹالنے کے لیے نئی چال:

19 اگست 1932ء کو جمعہ کے دن حضرت بہاولپور پہنچے، جب قادیانیوں کو حضرت کی آمد کی اطلاع ہوئی تو مقدمہ کو بگاڑنے کے لیے انھوں نے ایک چال چلی اور اعلان کر دیا کہ مقدمہ عربی زبان میں لڑا جائے گا (کیونکہ اس زمانہ میں مشہور تھا کہ علمائے دیوبند عربی زبان میں گفتگو پر قدرت نہیں رکھتے، تو انھوں نے سوچا کہ اگر کیس عربی زبان میں ہوگا تو انور شاہ کشمیریؒ ہمت ہار جائیں گے اور فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا) تو حضرت مفتی شفیع صاحب وغیرہ حضرات نے جا کر انھیں سمجھایا کہ بھائی! یہ ہندوستان ہے، یہاں کوئی عربی جاننے والا نہیں ہے، خواہ مخواہ یہ فتنہ کیوں اٹھا رہے ہو، لیکن وہ لوگ نہیں مانے اور اپنی بات پر مصر رہے۔

مقدمہ عربی زبان اور اشعار میں ہوگا:

تو حضرت مفتی شفیع صاحبؒ بہت پریشان ہو گئے، اور ایک شور برپا ہوا، حضرت کشمیریؒ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے، شور کی وجہ معلوم کی تو قادیانی کی اس چال کے بارے میں بتایا گیا یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ بھائی! ان سے کہ دو کہ مناظرہ عربی زبان میں ہوگا اور اشعار میں ہوگا یہ سن کر وہ لوگ ہکا بکا رہ گئے، تو اس طرح کوششوں اور مجاہدے کے بعد مقدمہ آگے بڑھا۔

تکفیرِ قادیانیت کی پانچ وجوہات پر یومیہ پانچ گھنٹے تقریر:

حضرت کشمیریؒ عدالت میں حاضر ہوئے اور 25 آگست کو حضرت کا بیان شروع ہوا، اُس بیماری کی حالت میں آپ نے پانچ دن مسلسل تقریر کی، ایک دن ایسا بھی ہوا کہ حضرت جج کے سامنے کھڑے نہ ہو سکے تو چارپائی لائی گئی، اُس پر لیٹے ہوئے بات کی، ہر ایک دن بھی پانچ پانچ گھنٹے رُکے بغیر تسلسل کے ساتھ حضرت نے تقریر کی۔

جب جج نے پوچھا کہ تم کِن وجوہات کی بنا پر قادیانی کو کافر قرار دیتے ہو، تو حضرت نے ان کے سامنے یہ پانچ وجوہات رکھیں،

(1)دعوائے نبوت (۲)دعوائے شریعت (۳)توہینِ انبیاء

(4)متواترات وضروریاتِ دین کا انکار (۵)سبِّ انبیاء(انبیاء کو گالی دینا)

ان پانچ وجوہات کی بنیاد پر قادیانی کو کافر قرار دیا جاتا ہے، یہ تو دعوی ہو گیا پھر ہر ایک دعویٰ پر حضرت نے پانچ پانچ گھنٹے بات کی۔

قادیانی جہنمی کا جواب رکے اعتراضات:

پانچویں دن جلال الدین شمس نامی آدمی جو غلام احمد قادیانی کی طرف سے وکیل تھا اس نے حضرت پر جرح کی مختلف سوالات کئے حضرت جوابات دیتے رہے، ایک موقع ایسا آیا کہ حضرت نے جلال میں آکر کہا کہ غلام احمد قادیانی ''جہنمی" نے کہا (یعنی قادیانی

کیلئے " جہنمی '' لفظ استعمال کیا) تو اُس وکیل نے عدالت سے درخواست کی کہ حضرت شاہ صاحب کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں، حضرت کو حق نہیں کہ قادیانی کو جہنمی کہیں، اُس وقت حضرت پر جلال طاری تھا وجد کی کیفیت تھی، فوراً جلال الدین کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے او جلال الدین! اگر میں چاہوں تو اِسی وقت غلام احمد قادیانی کو جہنم میں جلتا ہوا دکھا سکتا ہوں، تو اس نے فوراً ہاتھ ہٹا لیا کیونکہ اس کو معلوم (یقین) تھا کہ حضرت یہ کام کریں گے، اس لئے فوراً ہاتھ ہٹالیا اور کہا اگر آپ دکھا بھی دیں تو میں سمجھوں گا کہ شعبدہ بازی کر رہے ہو حقیقت میں نہیں ہے، اس طرح وہ پینترا بدل کر جواب دیا اور اپنے آپ کو بچالیا،

بعد میں حضرت کے ایک شاگرد عبدالحنان صاحب سے پوچھا گیا کہ اگر وہ مان لیتا تو کیا حضرت اس کو دکھا دیتے؟ تو انھوں نے کہا کہ میں اُس وقت حضرت کا چہرہ دیکھ رہا تھا کہ اتنی جلالیت تھی کہ آدمی نگاہ پھیر نہیں سکتا تھا، اور حضرت ضرور یہ کام کر سکتے تھے۔

حضرت کشمیریؒ کی وصیت:

پانچ دن کے بعد حضرت اپنے گھر تشریف لے گئے تو اپنے شاگرد مولانا عبدالحنان کے ذریعہ بہاولپور کے مفتی حضرت مولانا محمد صادق بہاولپوریؒ کو یہ پیغام بھیجا کہ اگر فیصلہ میری زندگی ہی میں آجائے تو میں خود سن لوں گا، اور میری زندگی کے بعد فیصلہ آئے تو میری

قبر پر آ کر یہ نوید (خوشخبری) سنا دینا، تا کہ میری روح کو سکون مل جائے، اس کا مطلب یہ ہے کہ انتقال کے بعد اگر حضرت کے لئے جنت کا فیصلہ بھی ہو جائے تب بھی حضرت کو سکون نصیب نہیں ہوگا جب تک کہ غلام احمد قادیانی کو کافر قرار نہ دیا جائے۔ اللہ اکبر

بہاولپور کا تاریخی فیصلہ:

چند دنوں کے بعد حضرت کا وصال ہو گیا پھر اس کے تین سال بعد 7 فروری 1935ء کو جج اکبر خان نے یہ تاریخی فیصلہ سنایا کہ تمام ثبوتوں کی بنیاد پر اور تمام دلائل کی روشنی میں، میں فیصلہ کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے اور اُس عورت کا نکاح اِس (قادیانی) سے فسخ کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد مفتی محمد صادق صاحب بہاولپوری ایک وفد کے ساتھ حضرت کشمیریؒ کی مزار مبارک پر کھڑے ہو کر یہ خوشخبری سنائی کہ حضرت! خوش ہو جائیے، مرحباً! آپ ہی کے حق میں فیصلہ ہوا ہے ختم نبوت کو ثابت کیا گیا ہے غلام احمد قادیانی کو مرتد اور کذاب قرار دیا گیا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج کر دیا گیا ہے، یقیناً اس وقت حضرت کو راحت ملی ہوگی۔

ختم نبوت کا تحفظ مغفرت کا ذریعہ ہے:

جب پانچ دن ختم ہوئے اور حضرت کشمیریؒ عدالت سے مسجد تشریف لے گئے تو

اطراف واکناف کے علماء جمع تھے، انھوں نے حضرت سے پوچھا کہ ایسی بیماری کی حالت میں آپ نے بہت کام کیا کیسے اس مقدمہ کو سنبھالا آپ نے؟ تو حضرت نے فرمایا: کہ بھائی! اس خط کے آنے کے بعد میں اپنی ماضی پر نگاہ کرتا ہوں تو کوئی عمل قابلِ مغفرت نہیں پاتا ہوں یہ حضرت کا جملہ ہے۔ جب میں نے دیکھا یہ (ختم نبوت کا تحفظ) مغفرت کا ذریعہ ہے تو میں آ گیا، اس وقت مولوی عبدالحنان صاحب وہاں تھے وہ چیخ مار کر دھاڑیں مار کر رونے لگے اور فرمایا کہ جب حضرت کو اپنے عمل کی وجہ سے مغفرت کی امید نہیں ہے تو اس وقت دنیا کا کونسا شخص ہوسکتا ہے جو اپنے عمل سے مغفرت کی امید رکھے، اس کے بعد حضرت کے فضائل ومناقب بتانے لگے۔

ختمِ نبوت کا تحفظ نہ کر سکے تو گلی کا کتا ہم سے بہتر ہے:

تو حضرت نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا ہے، حالانکہ مجھ پر یہ بات منکشف اور واضح ہوگئی کہ اگر میں ختمِ نبوت کو ثابت نہیں کر سکا (اس کی حفاظت نہیں کر سکا) تو گلی کا کتا مجھ سے بہتر ہے۔

اگر باطل اس طاقت سے سرگرم عمل ہے اور ہم اس کا تعاقب نہ کر رہے ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو لوگوں کے دلوں سے نکلنے سے نہیں بچا پا رہے ہوں تو حضرت کا یہ جملہ ہم کو اپنے اوپر فٹ کرنا ہوگا کہ " گلی کا کتا مجھ سے بہتر ہے"۔

جب اتنی بڑی شخصیت نے اپنے بارے میں ایسی باتیں کہہ دی تو پھر ہماری کیا حیثیت ہے؟

باطل کے نظریات کا مطالعہ کریں:

آج ہمارے سامنے شکیلیت کا فتنہ ہے، یونس الگوہر شاھی کا فتنہ ہے قادیانیت کا فتنہ ہے، کتنے فتنے ہمارے سامنے ہیں اس لئے میں ہاتھ جوڑ کر علماء کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ لوگ وقت نکالیں (اہل باطل کے نظریات کا) مطالعہ کریں، کیونکہ جب تک باطل کو سمجھیں گے نہیں اُس وقت تک اس کو دور کرنے کا طریقہ سمجھ میں نہیں آئے گا۔

ختم نبوت کی کرسی پر غلاظت کا ہاتھ پھیرا جارہا ہے:

آپ نے سیرت کی کتابوں میں پڑھا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودو پتھر اپنے پیٹ پر باندھ کر دین کا کام کیا اور ایمان ہم تک پہونچایا، اور آپ علیہ السلام رات میں اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر چار چار پانچ پانچ گھنٹے عبادت اور دعاؤں میں مشغول رہتے تھے۔ اُس وقت نہ اپنے لئے مانگتے تھے نہ اپنے خاندان کے لئے مانگتے تھے، بلکہ اپنی امت کیلئے مانگتے تھے، تو ایسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہم کہلاتے ہیں، جبکہ ختم نبوت کی کرسی کی طرف ایک آدمی اپنی غلاظت کا ہاتھ دراز کررہا ہے اور ہم دیکھ کر خاموش ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ہر باطل شخص چاہے شکیل بن حنیف ہو چاہے گوہر شاہی ہو چاہے قادیانی ہو ہر ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے پیچھے لگا ہوا ہے،

کہ کسی نہ کسی طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت لوگوں کے دلوں سے نکل جائے یہ اور بات ہے کہ سب کا طریقہ کار الگ الگ ہے۔

آج کے ہر باطل کے اندر پانچ باتوں میں سے کوئی ایک بات ضرور ہوتی ہے:

اصل میں مجھے یہ بتانا ہے کہ حضرت کشمیریؒ نے قادیانی کے کفر کیلئے جن پانچ وجوہات کو بنیاد بنایا ہے، آج کے ہر باطل میں ان پانچ وجوہات میں سے کوئی ایک وجہ ضرور ہوتی ہے ۱) دعوائے نبوت (۲) دعوائے شریعت (۳) متواترات کا انکار (۴) توہین انبیاء اور ۵) سب انبیاء۔

اس لئے ہم کو اس کی فکر کرنی ہے کہ باطل کیا کہنا چاہتا ہے؟ اس کے نظریات کیا ہیں؟ تا کہ ہم اپنے عوام کو ان سے بچا سکیں اور باطل کا منہ کالا کر سکیں،

ارتداد کا بنیادی سبب جہالت ہے:

دیکھو! فتنہ آنے سے پہلے (جیسا کہ حضرت مہتمم صاحب نے فرمایا کہ علماء کو فتنے کی بو سونگھنے کا مزاج اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے) ہی ہم معلوم کر لیں گے تو اس سے لوگوں کو بچانا آسان ہو جائے گا ورنہ بہت بہت مشکل ہوگا،

ارتداد کا بنیادی سبب جہالت ہے اور عقائد کے سلسلہ میں جہالت کی وجہ سے ہی لوگ مرتد ہوتے ہیں، ہم لوگ منبروں پر الحمدللہ رمضان کا مہینہ آیا تو روزہ کے بارے میں

اور دیگر مسائل کے بارے میں خوب بیان کرتے ہیں لیکن عقائد پر بیان نہیں کرتے، باطل نے یہ سمجھ لیا ہے کہ عقائد ہی وہ واحد راستہ ہے جس کے ذریعہ سے حملہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک تائب کہتا ہے کہ میرے مرتد ہونے کا سبب امام صاحب ہیں:

ایک شہر کا تازہ واقعہ ہے کہ کالج میں پڑھنے والا ایک طالب علم (جو جماعت کا ساتھی بھی تھا اور ایک کالج میں زیر تعلیم تھا) اس کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ شکیلی فتنہ میں مبتلا ہو گیا ہے تو ہمارے مبلغ نے اس کے پاس جا کر اسکو سمجھایا اور امام صاحب اور مسجد کمیٹی والوں کے سامنے بات چیت ہوئی تو اس نے کہا میں یوں ہی نہیں مانوں گا، میرے کچھ اشکال ہیں اس کا جواب دو گے تو مانوں گا، اس کے اشکالات معلوم کرنے کے بعد کتابوں کے حوالے سے ان کے جوابات دئے گئے۔ تو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ سمجھانے کے بعد وہ کلمہ پڑھا اور اسلام قبول کیا الحمد للہ، اس کے بعد اس سے پوچھا گیا کہ تو کیسے اس فتنہ میں مبتلا ہو گیا؟ جبکہ تو جماعت کا ساتھی ہے؛

تو اس نے کہا میرے اس فتنہ میں مبتلا ہونے کا سبب ہمارے امام صاحب ہیں، کیونکہ میں چھے مہینے سے اس مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھتا ہوں، آج تک انھوں نے نہ حضرت مہدی کے بارے میں بتایا نہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں بتایا، اور مجھے خود بھی یہ باتیں معلوم نہیں تھیں، اور ان لوگوں نے (شکیلیوں نے) آ کر بتایا کہ حضرت

مہدی آ گئے ہیں، حضرت عیسیٰ آ گئے ہیں تو فوراً میں مان گیا، اور انھوں نے یہ بھی بتایا کہ علماء یہ باتیں نہیں بتائیں گے جھوٹ بولیں گے۔ لہذا میں تم لوگوں سے منقطع ہو گیا اور قطع تعلق کر لیا، اگر امام صاحب پہلے ہی سے منبر پر یہ باتیں بتاتے تو میں ایسے واہیات اور فالتو عقیدے میں مبتلا نہ ہوتا، اور ایسے باطل کو میں قبول نہ کرتا، اس کے بعد وہاں کے امام صاحب نے مسلسل چار مہینے جمعہ کے بیان میں الحمداللہ ختم نبوت پر، حضرت مہدی پر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تقریریں کیں۔

شکیلی فتنہ کیسے وجود میں آیا؟:

جیسا کہ اس سے پہلے بتایا گیا تھا کہ کوئی بھی فتنہ اچانک وجود میں نہیں آتا چنانچہ شکیل بن حنیف کی حالت بھی ایسی ہی ہے، کہ وہ باقاعدہ تبلیغی مرکز نظام الدین میں حضرت جی انعام الحسن صاحبؒ کی خدمت میں رہا اور کئی سال تک وہاں آنے والوں کا مزاج دیکھتا رہا، کہ کس طرح بات کرنے پر لوگ ہمارے تابع ہوتے ہیں؟ یہ سب باتیں اس نے سیکھیں اور تجربہ حاصل کیا۔

لوگوں کو دھوکہ دینے کے سلسلے میں اہل باطل کا ایک طریقہ:

اہلِ باطل مسجد آنے جانے والے نوجوانوں کو دیکھتے رہتے ہیں اور موقع پا کر ان سے آہستہ آہستہ دوستی کرتے ہیں اور دورانِ گفتگو قربِ قیامت میں کیا حالات پیش آئیں گے

احادیث کے حوالے سے ان کو سناتے ہیں مثلاً حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلے میں احادیث سنائیں گے پھر کچھ ویڈیوس دکھائیں گے کہ دیکھو کس طرح لوگ والدین کی نافرمانی کررہے ہیں، اوران سے وہ تصدیق کراتے ہیں کہ دیکھو یہ والدین کی نافرمانی ہے یا نہیں؟ تو مخاطب اسکی تصدیق کرے گا کہ ہاں والدین کی نافرمانی ہورہی ہے، پھر سوال کرے گا کہ کیا یہ قیامت کے قریب ہونے کا زمانہ نہیں ہے؟ مخاطب تصدیق کرے گا، تو وہ کہے گا کہ کیا قیامت کے قریب حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ضروری ہے یا نہیں؟ مخاطب کہے گا کہ آنا ضروری ہے، تو وہ شکیلی جواباً کہے گا کہ آنے والے ہیں نہیں بلکہ آ گئے ہیں، سوال ہوگا وہ کہاں ہیں بھائی؟ جواب ملے گا اورنگ آباد میں،

تو اس طرح حضرت عیسی اور حضرت مہدی کا تذکرہ کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور وہ شکیلی یہ بھی کہیں گے کہ علماء یہ باتیں نہیں بتائیں گے نتیجۃً عوام کو علماء سے کاٹ دیتے ہیں، الحمدللہ ہمارے یہاں تو اس وقت یہ فتنہ نہیں ہے لیکن اورنگ آباد، بھوپال اور مہارشٹر کے اکثر علاقہ میں یہ فتنہ ہے ایک خبر کے مطابق بھوپال کے اندر اب تک 10 ہزار لوگ اس فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ العیاذ باللہ

یونس گوھر شاھی کا فتنہ:

اس فتنہ کا بانی ریاض نامی شخص ہے جو مر چکا ہے، یونس الگوھر اس کا چیلا ہے، جو

اس فتنہ کو آگے بڑھانے میں لگا ہوا ہے، یہ فتنہ دیگر منکرین ختم نبوت سے بھی خطرناک ہے کیونکہ ریاض گوھر شاہی نے نبوت سے آگے بڑھ کر اُلوھیت کا دعویٰ کیا ہے کہ میں اللہ ہوں (نعوذ باللہ) اور اس کا دعویٰ ہے کہ اب **لا الہ الا اللہ** کہنے سے کلمہ مکمل نہیں ہوتا ایمان مکمل نہیں ہوتا بلکہ لا الہ الا ریاض کہنے سے مکمل ہوتا ہے (نعوذ باللہ) اور وہ (یونس الگوھر) کہتا ہے کہ ریاض کے آنے کے بعد اللہ کو کیا حق پہنچتا کہ وہ اپنی اُلوھیت کا دعویٰ کرے، اس کے اس دعوے کا باقاعدہ ثبوت (Video Recording) موجود ہے۔

ہمارا المیہ:

تو دوستو! اگر ہم خاموشی اختیار کریں گے تو اس طرح کے باطل آگے بڑھتے چلے جائیں گے، اللہ معاف کرے ہم لوگ خاموش ہیں خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، اور آسانی سے جواب دیتے ہیں کہ ہمارے یہاں یہ فتنہ نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فتنہ آئیگا تو دیکھا جائے گا، ٹھیک ہے فتنہ آیا نہیں ہے، اور لوگوں کو اس کے بارے میں بتانے کی بھی ضرورت نہیں ہے لیکن خود تو مطالعہ کر کے اس کے بارے میں جانکاری حاصل کرنا ہے نا؟ کہ خدانخواستہ کہیں کوئی فتنہ کل ہمارے سامنے آجائے تو اس سے نبرد آزما ہونے کی کیا صورتیں ہوسکتی ہیں؟ اس کا علم تو ہمارے لئے ضروری ہے، لہذا میں علماء کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ تھوڑا وقت نکال کر اس طرح کے ایمان سوز فتنوں کے متعلق کتابیں

دیکھیں اور مطالعہ کریں۔

مولانا محمد علی مونگیری صاحب سے خواب میں نبی علیہ السلام کی اظہارِ تشویش:

میں قادیانیت کے متعلق ایک بات بتاتا ہوں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے اتنی پریشانی اور اتنی فکر تھی کہ ایک مرتبہ ندوۃ العلماء کے بانی حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیری تہجد کے وقت کچھ لکھ رہے تھے، خادم نے آکر درخواست کیا کہ حضرت! تہجد کا وقت نکل رہا ہے تہجد پڑھ لیں لیکن حضرت خاموش لکھتے رہے، دو تین مرتبہ اس طرح ہونے کے بعد خادم نے عرض کیا کہ حضرت! کیا بات ہے تہجد کا وقت ختم ہو گیا اور آپ لکھنے ہی میں مشغول رہے؟ تو حضرت نے فجر کی نماز کے بعد خادم کو بلایا اور فرمایا!

کہ بھائی! دراصل بات یہ ہے کہ کل میں تہجد پڑھ کر وظائف میں مشغول تھا کہ مجھے اونگھ آ گئی اس وقت خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ کا چہرہ انور بہت مُرجھایا ہوا تھا، اور بہت دُکھ کے ساتھ آپ نے ارشاد فرمایا کہ محمد علی! تو وظائف اور تسبیحات پڑھنے میں مشغول ہے جبکہ قادیانی ختم نبوت کا انکار کر کے میری شان میں گستاخی کر رہا ہے، بس ختم کر ان وظائف کو اور قادیانیت کے خلاف لکھنا شروع کر، حضرت کی تاریخ میں یہ بات مذکور ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت فرض اور واجبات اور سنت مؤکدہ کے علاوہ کوئی بھی نماز نہیں پڑھتے تھے، نہ اشراق اور نہ کوئی نماز، ہمیشہ

حضرت رات بھر لکھتے رہتے تھے، چونکہ اُس زمانہ میں طباعت کی کوئی شکل نہیں تھی اس لئے حضرت کا معمول تھا کہ رات بھر چٹھیوں میں قادیانیت کے خلاف لکھتے اور اس کو جمع کرتے پھر صبح کی اذان سے پہلے پہلے اپنے خدام اور طلبہ کو بلاتے اور ان کے ہاتھوں میں ان چٹھیوں کو دے کر فرماتے کہ جاؤ اور ہر گھر کے دروازے پر اس طرح لگاؤ کہ آدمی جب دروازہ کھولے تو صبح صبح سب سے پہلے وہ ختم نبوت پر اور قادیانیت کے خلاف کوئی بات ضرور دیکھ لے، اس طرح زندگی بھر یہ کام کرتے رہے۔

ہم کو وظائف چھوڑنے کی ضرورت نہیں:

اس طرح کے واقعات سن کر ہم لوگوں کو وظائف چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ اُس زمانہ میں قادیانیت کا جواب دینے والے بہت کم تھے، لکھنے والے حضرات بھی کم تھے، اور وسائل کی بھی کمی تھی اس لئے وظائف چھوڑ کر لکھنے کی ضرورت پڑی، آج ہم لوگوں کو تمام کام کرتے ہوئے صرف اکابرین نے جو کتابیں لکھیں ہیں ان کا مطالعہ کر کے تیار رہنا بھی کافی ہے۔

کیونکہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ جتنے باطل فرقے اسلام کو مٹانے کے لئے آئے اور ان باطل فرقوں کے خلاف جتنی بھی کتابیں لکھی گئیں ہیں ان میں سب سے زیادہ کتابیں ردِّ قادیانیت پر لکھی گئیں ہیں، لہذا ان کتابوں کا مطالعہ کر کے تیاری کیساتھ رہیں کہ کہیں

کوئی فتنہ آئے تو آسانی کیساتھ اس سے نمٹا جا سکے کام کرنے کی یہ ایک صورت ہے۔

شہر ویلور کی کارگزاری: طلبہ کو نبی کا نام بھی معلوم نہیں:

اور ایک شکل یہ ہے شہر ویلور کا قصہ ہے کہ ہمارے مبلغ مولوی محمد قدرت اللہ صاحب جو ویلور میں تحفظ ختم نبوت پر کام کرتے ہیں (بہت فعال ہیں اللہ تعالیٰ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے، اپنی شایان شان بدلہ عطا فرمائے، عافیت کے ساتھ عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کی ہر طرف سے حفاظت فرمائے) انھوں نے ایک کارگزاری سنائی کہ چار پانچ ماہ قبل اتوار کے دن وہ چند علماء کے ساتھ گشت کر رہے تھے عصر کے بعد کا وقت تھا، ایک میدان میں کچھ نوجوان کھیل رہے تھے، بات کرنے کیلئے ان کو جوڑ لیا گیا، نام پوچھنے پر معلوم ہوا کہ سب کے سب مسلمان ہیں، اور تمام بچے ایک بڑے کالج کے طلبہ تھے، کُل 25 طلبہ تھے، اس کے بعد علماء چار پانچ حلقوں میں تقسیم ہو کر دین وایمان اور ختم نبوت پر بات کئے۔

تعارف کے بعد ان سے ہمارے نبی کا نام پوچھا گیا تو بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ 25 میں سے صرف 3 طلبہ نے صحیح جواب دیا، 4 طلبہ نے لاعلمی کا اظہار کیا، بقیہ کی حالت تو اس سے بھی بدتر تھی کسی نے کہا کہ اجمیر والے ہمارے نبی ہیں، بعض نے کہا بغداد والے ہمارے نبی ہیں اس طرح کے جوابات ان طلبہ نے دیا۔

دیکھو! ولو بالفرض اگر ہمارے مبلغ اور علماء کے علاوہ کوئی قادیانی یا کوئی شکیلی وہاں جا کر محنت کرتا تو کیا حالت ہوتی؟ نتیجۃً وہ لوگ کہتے کہ غلام احمد قادیانی ہمارا نبی ہے، یا کوئی کہتا کہ شکیل بن حنیف ہمارا نبی ہے (نعوذ باللہ) اور یہ بھی کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ختم ہوگئی ہے اب اِن کی نبوت چل رہی ہے، اور آرام سے وہ لوگ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے لیکن اللہ کا فضل ہوا، ان 25 طلبہ کا ایمان محفوظ ہو گیا، اور ان طلبہ کے نمبرات حاصل کر کے واٹس ایپ (Whatsapp) میں ان کو شامل کر کے روزانہ نبوت، رسالت اور ختم نبوت کے تعلق سے میسج بھیجا جا رہا ہے، تو ایسا طریقہ کار اپنانا ہے۔

وَانۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡن کی روشنی میں چار سوال اپنے گھر والوں سے:

اس تجربہ کو سامنے رکھ کر ہمارے ذہن میں ایک بات آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد وانۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الأقربین (کہ پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ سے ڈراؤ، یعنی ان کے ایمان کو مضبوط بناؤ) کی روشنی میں ہم کو ایک کام ضرور کرنا چاہئے۔

وہ یہ ہے کہ جب ہم گھر جائیں تو اپنے گھر کی مستورات ماں، بیوی، بہن وغیرہ کو بٹھا کر کوئی مستقل بیان کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ باتوں باتوں میں ایک سوال پوچھ لیں کہ

پہلا سوال:

ہمارے نبی کا نام کیا ہے؟ اس سلسلہ میں یہ تجربہ ہوا ہے کہ وہ ناراض ہوں گی کہ

ہمارے نبی کا نام ہم ہی سے پوچھتے ہو؟ لیکن ان کی ناراضگی کو برداشت کرتے ہوئے ان سے اتنا کہنا کہ کسی اہم وجہ سے پوچھ رہا ہوں، اس کے بعد اگر وہ نبی کا نام بتادیں تو ٹھیک ہے الحمد اللہ، اگر نہیں بتاپائے تو پہلے ان کو نبی کا نام بتائیں اور سمجھائیں، کیونکہ اگر نبی کا نام ہی معلوم نہیں تو ختم نبوت کا مسئلہ کہاں سے معلوم ہوگا؟ اور ختم نبوت کا عقیدہ کیسے رہے گا؟

دوسرا سوال:

اس کے بعد دوسرا سوال یہ کریں کہ نبی کسے کہتے ہیں؟ یقیناً اس کا جواب اکثر لوگ نہیں دیں گے، کیونکہ بہت سے لوگوں کو اس کا علم نہیں ہوتا ہے، بس مسلمان گھرانہ میں پیدا ہوگئے اور نسلاً بعد نسلٍ اسلام ان میں چلا آرہا ہے جس کی وجہ سے وہ یہ تو کہتے ہیں کہ ہمارے نبی کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے لیکن نبی کسے کہتے ہیں؟ یہ بات انھیں معلوم نہیں ہوتی، تو ان کو تفصیل سے سمجھانا چاہئے، اور سب سے پہلے یہ جملہ کہنا چاہیے کہ نبی مبعوث من اللہ ہوتے ہیں یعنی وہ اللہ کی جانب سے بھیجے گئے ہوتے ہیں، اس جملہ کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اس سے قادیانی وغیرہ کا عقیدہ ختم ہوجائے گا کیونکہ قادیانی اور بعض گمراہ فرقوں کا عقیدہ ہے کہ آدمی اپنی محنت اور کسب سے نبی بن سکتا ہے اور نبوت تک پہنچ سکتا ہے (نعوذ باللہ) تو اس عقیدہ کو جڑ سے ختم کرنا ہے کہ نبی مبعوث من اللہ ہیں یعنی نبی وہ آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے اس بات کو ان کے دلوں میں بٹھانا ہے، اور نبی کی تعریف

کرتے ہوئے یہ بھی کہنا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، ان سے گناہ صادر نہیں ہوتا، خصوصاً وہ جھوٹ بالکل نہیں بولتے، اور اللہ کے احکام کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ ان کی اطاعت کو فرض کیا گیا ہے، ان کی بات ماننا ضروری ہے، تو اس طرح عورتوں کے مزاج کے موافق نبی کا تعارف کرائیں۔

تیسرا سوال:

اس کے بعد تیسرے دن تیسرا سوال کریں کہ اللہ تعالیٰ کس وقت نبیوں کو بھیجتا ہے؟ کس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نبیوں کو بھیجتا ہے؟ یقیناً اس کا جواب تو وہ نہیں جانتے ہونگے، تو ہم اس کا جواب دیں گے کہ جب دنیا میں ظلم وزیادتی عام ہوجائے، کفر کا بول بالا ہونے لگے قتل زیادہ ہوجائے، بے حیائی بڑھ جائے گناہ عام ہوجائیں تو ایسے وقت میں اللہ نبی کو بھیجتا ہے، اب یہ بات سمجھ میں آجائے گی۔

چوتھا سوال:

اس کے بعد چوتھا اور اہم سوال یہ کرنا ہے کہ کیا اس زمانہ میں کوئی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آیا ہے؟ یا آئندہ آنے والا ہے؟ تو اگر پہلے ہی سے ان کو ختم نبوت کا علم ہوگا تو جواب دیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے، اور اگر اس کا علم نہیں ہوگا تو اس کا صحیح جواب بتانا ہے،

اور ہمارا تجربہ ہے کہ نوے 90 فیصد ایسا ہی ہوتا ہے کہ بعض عورتیں تیسرے سوال کے جواب کو ذہن میں رکھ کر یہ جواب دیتی ہیں کہ ہاں! اس زمانہ میں فتنے بہت زیادہ ہیں، ظلم و زیادتی بڑھ رہی ہے، گناہ کثرت سے ہو رہے ہیں لہذا ''اس وقت نبی آ گئے تو بہتر ہوگا" اور بعض عورتوں کی طرف سے یہ جواب تک ملا ہے کہ نہیں معلوم، ہوسکتا ہے آ گئے بھی ہونگے۔

اس لئے سب سے پہلے ان چار سوالات کے جوابات کو سمجھانا ہے:

(1) ہمارے نبی کا نام کیا ہے؟

(۲) نبی کسے کہتے ہیں؟

(۳) کس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نبیوں کو بھیجتا ہے؟

(4) کیا اس زمانہ میں نبی آ سکتا ہے؟ یا نبی آیا ہے؟ یا آئے گا؟

ختم نبوت کا علم نہ ہونے کیوجہ سے نوے 90 فیصد گھروں کی حالت یہ ہے کہ اس چوتھے سوال کا جواب یہ دینگے کہ اگر کوئی نبی آئے تو بہتر ہوگا لہذا ہمارا پہلا فریضہ یہ ہے کہ ہم اپنے گھروں میں جا کر ان باتوں کو بتلائیں۔

منبروں پر عقائد خصوصاً تین علاماتِ قیامت کو بیان کریں:

ہمارے علماء کرام سے خصوصاً ائمہ کرام و خطباء کرام سے دوسری درخواست ہے

کہ منبروں پر جہاں مسائل و فضائل پر تقریریں کرتے ہیں، وہیں عقائد پر بھی تقریریں کریں، اور علامات قیامت کو بتلائیں۔

دیکھیے ! رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت کے سلسلہ میں جہاں چھوٹی اور بڑی علامتوں کو بتلایا ہے، وہاں تین بڑی علامتوں کو بہت تفصیل سے بتلایا ہے، (۱) حضرت مہدی کے بارے میں (ظہور مہدی) (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں (نزول عیسیٰ) اور (۳) دجال کے بارے میں (خروج دجال) ان میں سے تھوڑی تھوڑی باتیں ہی کیوں نہ ہو ضرور بتلائیں۔

(۱) حضرت امام مہدیؒ:

مثلاً حضرت امام مہدی کے بارے میں یہ بیان کریں کہ ان کا نام کیا ہوگا؟ ان کے والدین کا نام کیا ہوگا؟ وہ کس خاندان سے ہونگے؟ اور کہاں پیدا ہوں گے؟ وہ کب آئیں گے؟ اور کیسے پہچانے جائیں گے؟ یہاں تک کہ احادیث میں آپ علیہ السلام نے تو ان کی ناک تک کے بارے میں بھی بتلایا ہے، مزید براں امام مہدی کیا کام انجام دیں گے؟ پھر کہاں ان کی حکومت ہوگی؟ کتنے سال ان کی حکومت ہوگی؟ درمیان میں کیا واقعہ پیش آئے گا؟ پانچ سال اچھی طرح ان کی حکومت رہے گی، پھر اس کے بعد اچانک بارش کیوں رک جائے گی اور قحط سالی ہوگی وغیرہ۔

(۲) دجال کا خروج:

دجال کے بارے میں مثلاً یہ بتائیں کہ کس زمانہ میں دجال کا خروج ہوگا؟ وہ لوگوں کے ایمان کو کیسے بگاڑے گا؟ اس کا مقابلہ کون کریں گے؟ وہ دِکھتا کیسا ہوگا؟ وہ زمین پر کتنے دن رہے گا؟ اس کی آنکھ کیسی ہوگی؟ وہ زمین میں کہاں کہاں جائے گا؟ اس کو اللہ نے کیسی طاقت دی ہوگی وغیرہ،

یہ تمام تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بتلائی ہے۔

(۳) نزولِ حضرت عیسی علیہ السلام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تفصیل سے بتلایا ہے تو ہم لوگوں کو بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے آئیں گے؟ کب آئیں گے؟ چنانچہ وہ فجر کے وقت آئیں گے، دمشق کی جامع مسجد کی سیڑھیوں سے اتریں گے، اس طرح آئیں گے جیسے کوئی ابھی نہا کر آیا ہو، زرد لباس ان کے اوپر ہوگا اور فرشتوں کے سہارے سے آئیں گے، اُس وقت حضرت مہدی فجر کی امامت کیلئے بیٹھے ہوئے ہونگے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لئے آگے بڑھائیں گے، تو حضرت عیسی علیہ السلام انکار کر کے امام مہدی ہی کو آگے بڑھادیں گے، اس کے بعد دجال کو قتل کرنے کے لئے نکلیں گے وغیرہ۔

ان تمام تفصیلات کی وجہ:

سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام تفصیلات کیوں بتائی ہیں؟ اس لئے کہ آپ کو معلوم تھا کہ میرے بعد فتنے ان ہی راستوں سے آئیں گے، یا تو امام مہدی کے راستہ سے آئیں گے یا پھر حضرت عیسی کے راستہ سے آئیں گے وغیرہ وغیرہ۔

ہر فتنہ کا موجد یا تو نبوت کا دعویٰ کیا یا عیسیٰ ہونے کا دعوی کیا یا مہدی ہونے کا دعوی کیا۔

نکتہ کی بات:

علاماتِ قیامت سے متعلق جو احادیث ہیں ان کے الفاظ پر اگر ہم غور کریں گے تو اس زمانہ کے باطل فرقوں اور فتنوں کی سرکوبی کیلئے اور ان کے سدِ باب کیلئے ان ہی الفاظ میں کوئی نہ کوئی بات ضرور ملے گی، مثلاً دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے احادیث میں "رجل'' کا لفظ آیا ہے یعنی دجال ایک آدمی ہوگا اور اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا تو آپ علیہ السلام کے اس لفظِ "رجل" بولنے کی وجہ اب معلوم ہوئی کہ آگے چل کر لوگ دجال کے بارے میں کہیں گے کہ وہ ایک طاقت کا نام ہے، آدمی کا نام نہیں تو اس کی تردید کے لیے آپ علیہ السلام نے فرمایا "رجل" یعنی آدمی ہوگا،

چنانچہ شکیل بن حنیف کہتا ہے کہ دجال آدمی نہیں ہے بلکہ دو ملکوں کا نام ہے، ایک

امریکا دوسرا فرانس، پوچھا گیا وہ کیسے؟ تو کہتا ہے کہ دونوں کو ملا کر لکھو امریکا فرانس اور لفظ ''امریکا سے ک اور الف اور لفظ ''فرانس سے ف اور ''ر" کو لے لو پھر دونوں کو ملائیں گے تو کافر بنتا ہے (امیریکا فرانس) تو اس طریقہ سے تلبیس کر کے لوگوں دھوکہ دیتا ہے اور ان کے ایمان کا سودا کرتا ہے، اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام چیزوں کی تفصیلات بیان کی ہیں۔

عقائد پر مثبت پہلو میں بیان کریں:

ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کسی بھی فتنہ کا نام لئے بغیر کسی جمعہ میں حضرت مہدی کے بارے میں کسی جمعہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتائیں کہ صحیح عقیدہ یہ ہے، اور اب تک نہ حضرت امام مہدی آئے ہیں نہ آسمان سے حضرت عیسیٰؑ اترے ہیں، بلکہ آئندہ آئیں گے اور ان کی یہ علامات ہوں گی، اب اگر کوئی اپنے بارے میں حضرت مہدی یا حضرت عیسی ہونے کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے، بس اتنی سی باتیں بول کر لوگوں کے عقائد کی نگرانی کرتے رہیں، محلّہ اور اپنے علاقہ کے لوگوں پر نظر رکھتے رہیں اس طرح سے ہم لوگوں کے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

ہر عالم اپنے محلّہ کی حفاظت کرلے تو یہ بھی بہت بڑی بات ہے اور اس طرح سے ہم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکتے ہیں، جو علماء مدارس میں پڑھاتے ہیں ان سے

درخواست ہے کہ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ آتا ہے تو وہاں خصوصی طور پر کلام کریں اور تحقیقی بات پیش کریں، مثلاً ''وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ الخ اس میں متوفیک'' سے کیا مراد ہے اور اس کا حقیقی معنی کیا ہے اس کی خوب وضاحت کریں، کیونکہ قادیانی، شکیلی وغیرہ گمراہ فرقے اس سے موت مراد لیتے ہیں، اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہ دیکھو! متوفیک کا کیا معنی ہے؟ موت دینا، اور اللہ تعالیٰ بھی کہتا ہے کہ وہ عیسی کو موت دے دیا ہے جبکہ تمہارے علماء کہتے ہیں کہ ان کو موت نہیں آئی ہے بلکہ زندہ آسمان میں ہیں، قیامت کے قریب آئیں گے، لہذا یہ سب باتیں غلط ہیں عیسی مر گئے ہیں (نعوذ باللہ) یعنی متوفیک" میں وہ لوگ وفات کا ترجمہ موت سے کرتے ہیں،

جب کہ یہاں متوفیک سے پورا وصول کر لینا / لے لینا مراد ہے، اور اگر موت کا معنی مراد بھی لیں جیسے حضرت تھانوی نے لیا ہے تو نزول کے بعد کی موت مراد ہے (ہدایت القران ج:1۔۔ص416

لہذا ہم کو چاہئے کہ اس کا صحیح مطلب بتائیں۔

ردقادیانیت پر حضرت کشمیری کی پانچ اہم کتابیں اوران کا تعارف:

حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے کئی کتابیں لکھی ہیں ان میں بعض کتابیں ردّ قادیانیت پر ہیں، جو بہت بہترین اور مفید کتابیں ہیں وہ یہ ہیں:

(1) عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسی علیہ السلام

اس کتاب میں حضرت نے "مُتَوَفِیکَ" کی خوب تحقیق کی ہے، "مُتَوَفِّیکَ" کا مطلب کیا ہے؟ اس کا حقیقی معنی کیا ہے؟ کنائی معنی کیا ہے؟ مجازی معنی کیا ہے؟ اور کونسے وقت میں کیا معنی لینا ہے؟ علاوہ ازیں یاجوج ماجوج کون ہیں؟ دجال کیا ہے؟ ان سب کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں موجود ہے۔

(۲) التصریح بما تواتر فی نزول المسیح:

اس میں حضرت نے حضرت عیسی کے نزول سے متعلق کئی احادیث صحیحہ کو جمع کیا ہے۔

(۳) تحیۃ الاسلام

یہ گویا مذکورہ دونوں کتابوں کا مجموعہ ہے۔ یہ تینوں کتب ردقادیانیت پر ہیں۔

(4) اکفار الملحدین:

اس کتاب میں معترضین کو جواب دیا گیا ہے، جیسا کہ آج کل بعض علماء کا بھی یہ اعتراض ہے کہ خواہ مخواہ کسی کو (قادیانی وغیرہ مرتد فرقہ والوں کو) کیوں کافر قرار دیا جائے؟ جبکہ وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، قربانی کرتے ہیں، حج کے لئے بھی جاتے ہیں، اور فلاں فلاں کام کرتے ہیں تو ان لوگوں پر کفر کا فتوی کیوں لگایا جائے؟ اسی طرح اُس زمانے میں بھی ہوا تھا۔

ستم بالائے ستم مزید یہ کہ حضرت انور شاہ کشمیری پر بھی یہ اعتراض ہوا کہ حضرت خوامخواہ مبالغہ کرتے ہوئے نماز پڑھنے والوں کو اور ایک ہی قبلہ کی طرف رُخ کرنے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ تو اُس پر حضرت نے یہ کتاب لکھی اور معترضین کا جواب دیا کہ ان وجوہات کی بنا پر یہ لوگ ملحد اور کافر ہیں، اور مسلمان نہیں ہیں۔

(۵) خاتم النبیین

یہ کتاب فارسی زبان میں ہے، چونکہ حضرت کشمیر کے تھے اور اُس زمانہ میں کشمیر میں فارسی زبان کا رواج تھا وہاں کے لوگ غربت کے مارے، چند پیسوں کی خاطر قادیانی مذہب کو اختیار کر رہے تھے، تو حضرت کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ ہمارے علاقہ والے ارتداد کا شکار ہو رہے ہیں تو اس کے رد میں یہ کتاب لکھی (پتہ نہیں اس کا اردو ترجمہ ہوا ہے یا نہیں؟)

یہ پانچ کتابیں بہت اہم ہیں، اور یہ ایسی ہیں کہ ان کو بنیاد بنا کر تفصیلات کے ساتھ اور کتابیں لکھی گئی ہیں،

حضرت کشمیری رحمہ اللہ سے متعلق عیسی علیہ السلام کی سفارش اور تمنائے قبولیت:

جب حضرت کشمیری نے "عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسی علیہ السلام" لکھی تو اس وقت ایک بزرگ نے خواب دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی حضرت محمد صلی

اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ یا رسول اللہ! ایک درخواست لے کر آیا ہوں کہ قیامت کے دن آپ تمام دنیا کے لوگوں کی سفارش کرینگے یہ تو یقینی امر ہے لیکن میری درخواست ہے کہ انور شاہ کشمیری نے میری حیات سے متعلق اور قادیانی نے میرے متعلق غلاظت کا جوانبار لگایا ہے اس کو صاف کرنے کے سلسلہ میں جو کتاب لکھی ہے اس کی خاطر میری خواہش ہے کہ آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں انور شاہ کشمیری کی سفارش کروں۔

اس وقت حضرت کشمیری باحیات تھے، ان بزرگ نے جب حضرت کو یہ خواب سنایا تو کشمیری رونے لگے پھر فرمایا میری کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزدیک قبول ہوگئی یہی میرے لئے کافی ہے، میری محنت کا پھل مجھے مل گیا، مجھے امید ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری سفارش فرمائیں گے،

ایک اور خواب:

اسی طرح کا ایک اور خواب کسی نے دیکھا کہ سبز قالین بچھائی گئی ہے، لگتا ہے کہ جنت کا نظارہ ہے، اور دونوں طرف ہرے رنگ کے گاؤ تکئے لگائے گئے ہیں، ایک گاؤ تکیہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے پر ان کے محاذات میں یعنی بالکل سامنے حضرت کشمیری بیٹھے ہوئے ہیں، دونوں ہنستے ہوئے باتیں کر رہے ہیں،

یہ خواب جب حضرت کو سنایا گیا تو فرمانے لگے کہ مجھے امید ہے کہ حضرت عیسیٰ میری سفارش فرمائیں گے۔

باتیں تو بہت ہیں اور بہت تفصیل طلب ہیں لیکن ختم نبوت پر محنت کے سلسلہ میں علماء کرام سے درخواست ہے کہ بچوں کو سمجھائیں کہ ختم نبوت کیا ہے؟

ایمان کی حفاظت کیلئے مدارس کا جال پھیلایا گیا:

دیکھو! جس وقت ہندوستان میں انگریز کا تسلط ہوا تو اس وقت علماء کرام اور اہل اللہ نے تو اپنے نور ایمانی اور فراست ایمانی سے یہ سمجھ لیا کہ اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کے دلوں میں ایمان کا باقی رہنا بہت مشکل ہے، اور ایمان کے لٹنے کا بہت خطرہ ہے تو اس خطرہ کو دور کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے انھوں نے مدارس کا جال پھیلایا، چنانچہ دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور اور ندوۃ العلماء لکھنؤ وغیرہ مدارس قائم کر کے اسلام کو باقی رکھنے کی کئی تدابیر اپنائیں۔

قاسمیوں پر کفر کا الزام اور ہماری خاموشی:

تو جو علماء کرام اور اللہ والے قیامت تک آنے والے ہندوستانیوں کے ایمان کی حفاظت کی فکر کرتے رہے اور اس کی خاطر ان لوگوں نے دن رات ایک کر کے بہت محنت و مجاہدے کیے، اور مدارس کا جال پھیلایا تو آج ایک مخصوص مکتب فکر کے لوگ اُن ہی علماء پر

کفر کا دھبہ لگا رہے ہیں، کہ حضرت نانوتوی کافر، رشید احمد کافر، فلاں کافر وغیرہ وغیرہ العیاذ باللہ

ارے! جنکے نام کو ہم اپنے نام کا جزء بنا کر فخر محسوس کرتے ہیں کہ "فلاں قاسمی اور فلاں قاسمی" آج ان ہی پر کفر کا فتوی لگایا جا رہا ہے اور کفر کے کیچڑ ان پر اچھالے جا رہے ہیں لیکن ہم لوگ خاموش بیٹھے ہیں اور ان کا جواب نہیں دے پا رہے ہیں، اگر وہ قیامت کے دن ہم سے پوچھ لیں کہ آپ لوگ بڑے فخر سے میرا نام اپنے نام کے ساتھ لگا لیتے تھے لیکن جب مجھ پر کفر کا کیچڑ اچھالا گیا تو اس کے رد میں آپ لوگوں نے کیا کام کیا؟ کیا اس کے دفاع میں کچھ کام کیا؟ تو یقینی بات ہے کہ ہم جواب نہیں دے سکیں گے۔

ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیں گے؟

جب ہم قاسم کو جواب نہیں دے سکیں گے تو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیں گے اگر ہم سے حوض کوثر پر سوال کرلیں کہ میری ختم نبوت سے کھلواڑ کیا جا رہا تھا اور میری لائی ہوئی شریعت اور دین کا مذاق اڑایا جا رہا تھا، تو آپ لوگ کیا کر رہے تھے؟

تو یقیناً اس وقت ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔

حضرت نانوتوی کی عبارت میں تلبیس اور ان پر کفر کا فتوی:

حضرت نانوتوی نے "تحذیر الناس" نامی کتاب تصنیف کی تھی اس میں حضرت

نے ختم نبوت کی حقیقت کو سمجھایا ہے کہ ختم نبوت کا مطلب کیا ہے؟ لیکن ایک مخصوص مکتب فکر والے حضرت کی ان باتوں کو نہیں سمجھ سکے، اور حضرت کی عبارت کو توڑ مروڑ کر ان پر کفر کا الزام لگایا،

وہ یہ کہ حضرت نے ایک جگہ لکھا تھا کہ "ولو بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آتے تو تب بھی آپ کی خاتمیتِ نبوت پر کوئی فرق نہیں پڑیگا تو اس عبارت سے انھوں نے لفظ ''ولو بالفرض کو نکال دیا، کاٹ دیا، اور یہ کہدیا کہ غلام احمد قادیانی اور قاسم نانوتوی دونوں ایک ہی ہیں (نعوذ باللہ) کیونکہ غلام احمد قادیانی نے بھی کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے اور تمہارے قاسم نانوتوی بھی یہی کہتے ہیں

اسی طرح غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ میں نبی ہوں، ہاں یہ الگ بات ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں لیکن میں عین محمد ہوں لہذا میں خاتم النبین ہوں اور تمہارے قاسم نانوتوی بھی یہی کہتے ہیں محمد کے بعد بھی اگر کوئی نبی آئے تو خاتمیت نبوت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، آپ خاتم النبین ہی رہیں گے۔

اس طرح ان لوگوں نے حضرت کی عبارت میں تلبیس کر کے ان پر کفر کا الزام لگایا، حالانکہ بات ایسی نہیں ہے، تو اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کی بہت تفصیلات ہیں ان شاء اللہ پھر کبھی اس کی وضاحت کی جائے گی۔

حضرت نانوتوی پر دوسرا الزام اور اس کا جواب:

ان لوگوں نے حضرت نانوتویؒ پر دوسرا الزام لگایا وہ یہ ہے کہ حضرت نے ایک جگہ لکھا ہے کہ علم کمالاتِ نبوت میں سے ہے لہذا کوئی امتی علم میں اپنے نبی سے نہ مساوی ہوسکتا ہے اور نہ ہی بڑھ سکتا ہے۔

اور عمل کمالاتِ نبوت میں سے نہیں ہے لہذا کوئی امتی عمل میں اپنے نبی کے مساوی ہوسکتا ہے یا نبی سے بڑھ بھی سکتا ہے۔ ظاہر ہے یہ بات صحیح بھی ہے، کیونکہ حضرت نے یہ بات کمّاً بتایا ہے کیفاً نہیں،

یعنی کوئی آدمی مثلا روزوں اور نماز کی رکعتوں کی تعداد میں نبی سے بڑھ سکتا ہے جیسے کسی نے زندگی بھر ایک دن روزہ رکھا اور ایک دن روزہ چھوڑا تو یہ تعداد ظاہراً نبی کے روزوں کی تعداد سے بڑھ کر ہے یہی حال نماز میں رکعتوں کی تعداد اور سالہا سال طولِ قیام کا ہے،

اس کو مثال سے سمجھئے کہ امام ابوحنیفہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے، اب یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، کہ آپ نے اتنے سال عشاء کے وضو سے فجر پڑھی ہے بہت کم آپ نے ایسا کیا ہے تو تعدادِ رکعت اور طولِ قیام کے اعتبار سے یہ بات تو صحیح ہے لیکن یہ کمیت کے اعتبار سے ہے کیفیت کے اعتبار سے

نہیں۔

کیفیت (خشوع وخضوع) کے اعتبار سے تو پوری دنیا والوں کی عبادات ملکر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سجدہ کا بھی مقابلہ نہیں کرسکتی، تو اس طرح وہ لوگ حضرت کی باتوں میں تلبیس کر کے ان پر کفر کا فتوی لگاتے ہیں،

حتیٰ کہ آپ حضرات بھی دیکھے ہونگے کہ گذشتہ سال امتحان سالانہ میں ان لوگوں کا سوال کا پرچہ آیا تھا، جس میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ "بایة وُجُوهٍ صَارَ قَاسِمُ کَافِرًا"، یعنی کن وجوہات کی بنیاد پر قاسم نانوتوی کافر بنے، تو اس کے پیچھے یہی وہ دو وجوہات ہیں جن کا انھوں نے حضرت پر الزام لگایا تھا کہ حضرت نانوتویؒ نے ایک تو ختم نبوت کا انکار کیا اور دوسرا یہ کہ امتی کو عمل میں نبی سے بڑھا دیا،

حضرت نانوتویؒ نے ختم نبوت کا انکار کہاں کیا ہے؟ بلکہ حضرت نے ختم نبوت کی حقیقت کو سمجھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس اعتبار سے خاتم ہیں؟

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے "تحذیر الناس" کتاب میں ایک حدیث کے متعلق اشکال کے جواب میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ علیہ السلام زمانی اعتبار سے بھی خاتم ہیں مکانی اعتبار سے بھی خاتم ہیں اور مرتبے کے اعتبار سے بھی خاتم ہیں تو پھر آپ ختم نبوت کے منکر کیسے ہوئے؟ اِلَی اللہِ المُشتکیٰ

اکابر کا دفاع کریں:

ہمارے ایسے اکابر جن کے صدقہ میں آج ہمارا دین محفوظ ہے ایمان محفوظ ہے آج ان پر الزام لگایا جا رہا ہے اور ہم خاموش بیٹھے ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ لہذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ وقت نکال کر ان کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور ان معترضین لوگوں کو اس کا جواب دیں۔

آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم یہ بات بول کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ وہ سب پرانے اعتراضات ہیں، پچھلے زمانہ میں اس کا جواب دے دیا گیا ہے اس طرح بولنا صحیح نہیں ہے۔

حق رہنے سے باطل نہیں مٹتا بلکہ حق آنے سے مٹتا ہے:

حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصور پوریؒ فرماتے تھے کہ ایک علاقہ میں ایک طرف باطل ہے اور دوسری طرف (اس کے مقابلہ میں) حق ہے تو اُس پر یہ کہنا کہ حق کا رہنا کافی ہے کیونکہ حق کے رہنے کی وجہ سے باطل خود بخود مٹ جائے گا، یہ بات بالکل غلط ہے اور دھوکہ ہے،

کیونکہ قرآن میں اللہ نے "اِذَا وُجِدَ الحقُ" نہیں فرمایا بلکہ اِذَا جَاءَ الحَقُ فرمایا ہے یعنی حق کا آنا ضروری ہے صرف حق رہنا کافی نہیں ہے۔

اگر کسی جگہ سانپ کا بل ہو اور اس کے اندر بہت بڑا سانپ ہو اور کوئی آدمی ڈنڈا لے کر بل کے باہر سانپ کے نکلنے کے انتظار میں کھڑا ہو جائے تو سانپ کبھی باہر نہیں نکلے گا، تو کرنا کیا ہے؟ اس کو للکارنا ہے اس کو چھیڑنا ہے اس کے بعد جب سانپ باہر آئے تو مار دینا ہے،

ٹھیک اسی طرح حق کو چاہئے کہ باطل کے دروازہ پر جا کر للکارے، اس کو کھٹکھٹائے اور اس کو چھیڑے پھر جب باطل باہر نکلے تو اس کو علمِ حق کی لاٹھی سے توڑ ڈالے۔

وقت کی نزاکت اور ہماری ذمہ داری:

لہذا ہم لوگوں کا یہ سوچنا کہ حق تو موجود ہے اور تمام اعتراضات کا جواب دے دیا گیا ہے لہذا ہم بری الذمہ ہو گئے ہیں یہ خیال غلط ہے بلکہ یہ فکر کرنا چاہئے کہ جو جوابات دئے گئے ہیں آیا عوام و خواص کو ان کا علم ہے یا نہیں؟ اور وہ ان کو سمجھے ہیں یا نہیں؟ اس کا ہم جائزہ لیں۔

کیونکہ حضرت نانوتویؒ جب باحیات تھے تو تبھی آپ کے ایک شاگرد مولانا عبدالعزیز صاحب نے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ حضرت! آپ نے امتی کو عمل میں نبی سے بڑھا دیا؟ اور آپ کی باتوں سے گویا ختمِ نبوت کا انکار معلوم ہوتا ہے؟

تواس کے جواب میں حضرت نے "مناظرہ عجیبہ" نامی کتاب لکھی اوراپنی حیات ہی میں حضرت ان اعتراضات کے جوابات دے چکے ہیں لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے اس کتاب کونظرانداز کر کے کفر کا فتوی دے دیا۔

لہذا ہم کو چاہئے اس کتاب کا مطالعہ کریں، اور حضرت صفدر صاحب کی کتاب ہے "عبارات اکابر" اس کا بھی مطالعہ کریں،

اورآخرمیں تمام حضرات سے درخواست ہے کہ وقت کی نزاکت کو سمجھیں اوراپنے علاقہ کے لوگوں پررحم کریں،ان کے ایمان کی فکرکریں،اپنوں کے اوراپنے گھر والوں کے اوربستی والوں کے ایمان کی فکرکریں۔

اللہ تعالی عمل کی توفیق عطافرمائے (آمین)

IRTIDADI FITNEY

ASBAB AUR TADARUK
URDU





Printing :
MAKTABA-E-IBN-E-MASOOD
NISWAN STREET, MELVISHARAM-632 509.
© 74183 38663